سوال

(65) شب معراج اور بیت المقدس کا کھلا دروازہ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

شیخ صاحب! تفسیر ابن کثیر کی جلد نمبر 3 صفحہ 216 سورہ بنی اسرائیل واقعہ معراج کے حوالے سے ایک قصہ لکھا ہوا ہے کہ :

" بیت المقدس کا لاٹ پادری جو شاہ روم کی اس مجلس میں اس کے پاس بڑی عزت سے بیٹھا تھا فوراً ہی بول اٹھا کہ یہ بالکل سچ ہے مجھے اس رات کا علم ہے۔ قیصر نے تعجب خیز نظر سے اس کی طرف دیکھا اور ادب سے پوچھا جناب کو کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا سنیے میری عادت تھی اور یہ کام میں نے اپنے متعلق کر رکھا تھا کہ جب تک مسجد کے تمام دروازے اپنے ہاتھ سے بند نہ کرلوں سوتا نہ تھا اس رات میں دروازے بند کرنے کے لیے کھڑا ہوا سب دروازے اچھی طرح بند کردیئے لیکن ایک دروازہ مجھ سے بند نہ ہوسکا میں نے ہرچند زور لگائے لیکن کواڑ اپنی جگہ سے سرکا بھی نہیں۔ میں نے اسی وقت آدمیوں کو آواز دی وہ آئے ہم سب نے مل کر طاقت لگائی لیکن سب کے سب ناکام رہے بس یہ معلوم ہورہا تھا کہ گویا ہم کسی پہاڑ کو اس کی جگہ سے سرکانا چاہتے ہیں وہ چسکا تک نہیں ہلا تک نہیں میں نے بڑھئی بلوائے۔ لیکن وہ بھی ہار گئے کہنے لگے صبح پر رکھیے چنانچہ دروازہ اس شب یونہی (کھلا) رہا۔

میں صبح ہی دروازے کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے پاس کونے میں جو چٹان پتھر کی تھی اس میں ایک سوراخ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں رات کو کسی نے کوئی جانور باندھا ہے اس کے اثر اور نشان موجود تھے۔ میں سمجھ گیا۔ آج کی رات یہ ہماری مسجد کسی نبی کے لیے کھلی رکھی گئی اس نے ضرور یہاں نماز ادا کی ہے۔"

اس واقعہ کے بارے میں تفسیر ابن کثیر میں آپ کا حکم موجود نہیں کہ آپ کے نزدیک یہ واقعہ صحیح ہے حسن ہے یا ضعیف ہے؟ مہربانی فرما کر اس واقعہ پر اپنا حکم واضح فرمائیں۔
(سائل ابوابراہیم خرم ارشاد محمدی دولت نگر)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

تفسیر ابن کثیر میں یہ روایت حافظ ابو نعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب دلائل النبوۃ کے حوالے سے درج ذیل سند کے ساتھ موجود ہے :

"عن محمد بن کعب القرظی قال بعث رسول اللہ {صلی اللہ علیہ وسلم} دحیۃ الکلبی إلی قیصر"

(ج4ص115 الاسراء وقال ابن کثیر "فائدہ حسنۃ جلیلۃ)

یہ روایت واقدی کی وجہ سے سخت ضعیف و مردود ہے نیز اس سند میں دیگر علتیں بھی ہیں جن کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

1۔ محمد بن عمر بن واقد الاسلمی الواقدی کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے گواہی دی "کتب الواقدی کذب "واقدی کی کتابیں جھوٹ ہیں۔ (کتاب الجرح والتعدیل 8/21وسندہ صحیح)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"كان الواقدي يقلب الاحاديث يلقي حديث ابن اخي الزهري على معمر و نحو هذا"

واقدی احادیث کو اُلٹ پلٹ کر دیتا تھا وہ ابن اخی الزہری کی حدیث (بن راشد) کے ذمے لگا دیتا اور اسی طرح (کی حرکتیں) کرتا تھا۔

اس کلام پر امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"كما وصف وأشد لأنه عندي ممن يضع الحديث"

"جس طرح انھوں (احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا اسی طرح ہے اور اس سے سخت ہے کیونکہ وہ (واقدی) میرے نزدیک احادیث گھڑنے والوں میں سے تھا۔ (کتاب الجرح والتعدیل 8/21) وسندہ صحیح)

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا:

"لايكتب حديث الواقدي ليس بشيء"

واقدی کی حدیث لکھی نہ جائے وہ (واقدی) کوئی چیز نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (چاروں) نے فرمایا:

"متروک الحدیث "وہ حدیث (روایت) میں متروک ہے۔ (کتاب الضعفاء للبخاری بتحقیقی 344،الکنیٰ للامام مسلم مخطوط ص 65،کتاب الجرح التعدیل 8/21کتاب الضعفاء للنسائی: 531)

بلکہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"والكذابون المعروفون بوضع الحديث على رسول الله صلى الله عليه وسلم أربعة بن أبي يحيى بالمدينة والواقدي ببغداد، ومقاتل بن سليمان بخراسان، ومحمد بن السعيد بالشام، يعرف بالمصلوب"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حدیثیں گھڑنے والے مشہور جھوٹے چار ہیں۔

1۔ (ابراہیم بن محمد) ابن ابی یحییٰ (الاسلمی) مدینے میں:

2۔ واقدی بغداد میں:

(3) مقاتل بن سلیمان خراسان میں:

(4)اور محمد بن سعید جو مصلوب (کے لقب) سے مشہور ہے شام میں :

(آخر کتاب الضعفاء ص265 رسالۃ صغیرۃ لہ)

واقدی پر حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے شدید جرح کی۔ (دیکھئے کتاب المجروحین 2/290 دوسرا نسخہ 303)

امام علی بن عبداللہ المدینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :

"الواقدي يُركِّب الأسانيد"

واقدی سندیں بناتا تھا۔ (تاریخ بغداد 3/16 ت939 وسندہ صحیح)

بعض علماء سے واقدی کی توثیق بھی مروی ہے لیکن جمہور محدثین کی جرح کے مقابلے میں یہ مردود ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن الملقن نے کہا "ضعفہ الجمہور" جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد 3/255 البدر المنیر 5/324)

2۔ ابو نعیم کی کتاب دلائل النبوۃ میں یہ روایت نہیں ملی اور نہ ابو نعیم سے لے کر واقدی تک اس روایت کی کوئی سند معلوم ہے لہذا یہ بے سند ہے۔

3۔ ابو حفص عمر بن عبداللہ المدنی مولیٰ غفرہ قول راجح میں جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ و حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے فرمایا "ضعیف"

(تلخیص المستدرک 1/495 ح1820 تقریب التہذیب : 4934)

4۔ محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے لہٰذا یہ سند مرسل یعنی منقطع ہے۔

خلاصۃ التحقیق :

یہ روایت سخت ضعیف و مردود ہے لہذا بغیر جرح کے اس کا بیان کرنا جائز نہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت مذکورہ اپنی تفسیر میں درج کی لیکن ساتھ ہی اس کی کچھ نہ کچھ سند بھی لکھ دی جس سے اس روایت کا سخت ضعیف و مردود ہونا ظاہر ہو گیا لہٰذا اس روایت کو "فائدۃ حسنۃ جلیلۃ" قرار دینا غلط ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تو سند کا کچھ حصہ لکھ دیا تھا مگر سیوطی نے محمد بن کعب القرظی کے علاوہ ساری سند خلاف کر کے اس روایت کو بحوالہ ابو نعیم لکھ دیا ہے۔ (دیکھئے الخصائص الکبری ج1 ص169۔171)

ثابت ہوا کہ اصل کتابوں سے روایات تلاش کر کے ان کی تحقیق کے بعد ہی بطور حجت یا بطور رد استدلال کرنا چاہیے اور سیوطی کے بے سند حوالوں سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ وما علینا الاالبلاغ (29/رجب 1433ھ بمطابق 20/جون 2012ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

جلد3۔اصول، تخریج الروایات اوران کا حکم-صفحہ222

محدث فتویٰ